سورة التكاثر

آیاتہا ۸ ۱۰۲ سورۃ التکاثر مکیۃ ۱۶ رکوعہا ۱

تمام مفسرین کے قول میں یہ سورت مکی ہے۔ امام بخاری نے اسے مدنی کہا ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝

"غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے"۔

اس میں پانچ مسائل ہیں:

لغوی تشریح اور شان نزول

مسئلہ نمبر 1۔ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ تمہیں غافل کر دیا۔ فَأَلْهَيْتُهَا عن ذِي تمائم مُغيل میں نے اسے مکمل سال کے بچے جو دودھ پیتا تھا سے غافل کر دیا۔ آیت کا معنی یہ ہے مال اور تعداد کی کثرت پر فخر و مباہات نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت سے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم مر گئے اور قبروں میں دفن کر دیئے گئے۔ ایک قول یہ کیا گیا: اَلْهٰىكُمْ کا معنی ہے تمہیں بھلا دیا۔ التَّكَاثُرُ یعنی اموال اور اولاد کی کثرت پر فخر کرنا(1)؛ یہ حضرت ابن عباس اور حضرت حسن بصری کا قول ہے۔ قتادہ نے کہا: قبائل پر فخر کرنا(2)۔ ضحاک نے کہا: معاش اور تجارت پر فخر نے تمہیں غافل کر دیا(3)۔ یہ جملہ کہا جاتا ہے: لَهِيْتُ عن کذا، اَلْهَى لَهْيًا و لَهْيَانًا جب تو اسے بھول جائے، اسے ترک کر دے اور اس سے اعراض کرے۔ اَلْهَاهُ اسے غافل کر دے۔ لَهَّاهُ بہ تَلْهِيَة اسے مشغول کر دیا۔ تکاثر کا معنی کثرت میں مقابلہ کرنا۔ مقاتل، قتادہ اور دوسرے علماء نے کہا: یہ یہودیوں کے حق میں بات نازل ہوئی۔ جب انہوں نے کہا: ہم بنی فلاں سے زیادہ ہیں۔ بنی فلاں، بنی فلاں سے زیادہ نہیں انہیں اس چیز نے غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ گمراہی میں مر گئے۔ ابن زید نے کہا: یہ انصار کے ایک خاندان کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس، مقاتل اور کلبی نے کہا: یہ قریش کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو عبد مناف اور بنو سہم تھے۔ انہوں نے دور اسلام میں سرداروں اور اشراف کے اعتبار سے باہم گنتی کی اور فخر و مباہات کیا۔ ہر ایک خاندان نے کہا: ہم سے ایک زیادہ سردار رکھتا ہے، غلبہ رکھتا ہے، تعداد زیادہ رکھتا ہے اور پناہ دینے والا زیادہ رکھتا ہے تو بنو عبد مناف، بنو سہم پر غالب آ گئے پھر انہوں نے مردوں کا شمار کیا تو بنو سہم ان پر غالب رہے۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں کہ تم نے زندوں کے ساتھ باہم کثرت کا مقابلہ کیا تو تم راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ تم مردوں کے ساتھ فخر کرنے تک جا پہنچے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 313 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 314 3۔ ایضاً

سعید نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے وہ کہا کرتے تھے: ہم بنی فلاں سے زیادہ ہیں، ہم بنی فلاں سے زیادہ تعداد والے ہیں۔ ان میں سے ہر روز کوئی نہ کوئی کم ہوتا رہا اللہ کی قسم! وہ اسی طرح رہے، یہاں تک کہ وہ سارے کے سارے اہل قبور میں سے ہو گئے۔ عمرو بن دینار سے مروی ہے: انہوں نے قسم اٹھائی کہ یہ تاجروں کے بارے میں نازل ہوئی۔ شیبان نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔

میں کہتا ہوں: جو اقوال ذکر کیے گئے ہیں آیت انہیں اور غیر کو بھی عام ہے۔ صحیح مسلم میں مطرف سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے فرمایا انسان کہتا ہے مالِی مالِی وھل لَکَ یا ابنَ آدم من مالِکَ إلّا ما أکلتَ فأفنیتَ أو لبِستَ فأبلَیتَ أو تَصدَّقتَ فأمضَیتَ وما سوٰی ذٰلکَ فذاھِبٌ وتارِکُہٗ لِلنَّاس (1) میرا مال، میرا مال اے انسان! تیرا مال نہیں مگر جو تو نے کھالیا تو نے اسے فنا کر دیا یا پہن لیا تو نے اسے بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر دیا تو آگے بھیج دیا اس کے سوا سب جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔

بخاری نے ابن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لو أن لِابنِ آدم وادیًا من ذھبٍ لَأحَبَّ أن یکون لہ وادیانِ ولن یملأ فاہُ إلّا التُّراب ویتوب اللہ علی من تَاب (2) اگر انسان کی سونے کی ایک وادی ہو تو وہ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی دو وادیاں ہوں مٹی کے سوا کوئی چیز اس کا منہ نہیں بھر سکتی اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے نظر رحمت فرماتا ہے۔

ثابت نے انس سے انہوں نے حضرت ابی سے یہ قول نقل کیا ہے: ہم اسے قرآن کا حصہ خیال کرتے ہیں یہاں تک کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ سورت نازل ہوئی۔ ابن عربی نے کہا: یہ صحیح اور عمدہ نص ہے اہل تفسیر سے غائب رہی وہ خود بھی جاہل رہے اور دوسروں کو بھی جہالت میں رکھا اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے جس نے اس کی مجھے معرفت نصیب فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی فرمایا: "تکاثر اموال کا مطلب ہے ناحق اسے جمع کرنا، اس کے حق کو روک لینا اور برتنوں میں اسے باندھ کر رکھنا"۔

زیارت مقابر کا معنی و مفہوم

مسئلہ نمبر 2۔ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۞ یہاں تک کہ تمہیں موت آ پہنچی تو تم قبروں میں زائر کی طرح ہو گئے تم ان سے لوٹو گے جس طرح زائر اپنے گھر کی طرف لوٹتا ہے وہ گھر جنت ہو یا جہنم ہو۔ جو آدمی فوت ہو جاتا ہے اس کے لیے یہ جملہ بولتے ہیں: قد زار قبرہٗ۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی ہے تعداد کی کثرت پر باہم فخر نے تمہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ تم نے مردوں کو شمار

1۔ صحیح مسلم، کتاب الزہد، جلد 2، صفحہ 407

2۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، من یتقی من فتنة المال، جلد 2، صفحہ 953

کیا۔ جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ وعید ہے یعنی تم دنیا کے مفاخر میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ تم قبروں کی زیارت کرنے لگے تو اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو گا وہ تم ضرور دیکھو گے۔

مقابر کی لغوی تشریح

مسئلہ نمبر 3۔ مقابر، مقبَرۃ اور مقبُرۃ کی جمع ہے جس کا معنی قبریں ہیں۔ شاعر نے کہا:

أَرَى أهلَ القُصُورِ إذا أُمِيتُوا بَنَوْا فوقَ المقابرِ بالصُّخورِ

أَبَوْا إلا مُباهاةً و فَخْرًا على الفقراءِ حتى في القُبورِ

میں محلات والوں کو دیکھتا ہوں جب وہ مرتے ہیں تو وہ قبروں پر بڑے بڑے پتھر لگاتے ہیں۔ انہوں نے یہ عمل فقراء پر فخر و مباہات کے لیے کیا یہاں قبروں میں بھی یہی طرز عمل اپنایا۔

ایک شاعر نے کہا:

لِكُلِّ أناسٍ مَقْبَرٌ بِفِنائِهِم فَهُمْ يَنْقُصُونَ والقُبورُ تَزِيدُ

تمام انسانوں کے لیے ان کے اپنے اپنے میدانوں میں قبرستان ہیں لوگ کم ہو رہے ہیں اور قبریں زیادہ ہو رہی ہیں۔

ابو سعید مقبری کے لیے دونوں طرح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مَقْبَرِی اور مَقْبُرِی۔ وہ قبرستان میں رہا کرتے تھے۔ قَبَرتُ المَیِّتَ أَقْبِرُہ، أَقْبُرُہُ قبرا یعنی میں نے اسے دفن کیا۔ أقبرتہ یعنی میں نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا۔ اس بارے میں گفتگو سورۃ عبس میں گزر چکی ہے۔

زیارت قبور کی شرعی حیثیت اور اس کے فوائد

مسئلہ نمبر 4۔ قرآن حکیم میں مقابر کا ذکر صرف اس سورت میں ہوا ہے قبروں کی زیارت سخت دل والے کے لیے زبردست دوا ہے کیونکہ یہ عمل موت اور آخرت کی یاد دلاتا ہے یہ چیز انسان کی امیدیں کم رکھنے، دنیا میں زہد اختیار کرنے اور اس میں رغبت کی کمی پر برانگیختہ کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کنتُ نَهيتُكم عن زيارةِ القبورِ فزُورُوا القبورَ فإنها تزهدُ في الدنيا وتُذَكِّرُ الآخرةَ (1) میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا اب قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ چیز دنیا میں زہد پیدا کرتی ہے اور موت کی یاد دلاتی ہے؛ اسے حضرت ابن مسعود نے روایت کیا ابن ماجہ نے اسے نقل کیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے۔ ''یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے'' (2)۔ ترمذی میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے'' (3)۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں میں لعنت کی ہے کہا: اس باب میں حضرت ابن عباس اور حضرت حسان بن ثابت سے روایت مروی ہے۔ ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، زیارۃ القبور، صفحہ 114 2۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 314

3۔ جامع ترمذی، کتاب الجنائز، ماجاء فی الرخصۃ فی زیارۃ القبور، جلد 2، صفحہ 329۔ ایضاً، حدیث نمبر 974، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

عورتوں پر لعنت والا حکم اس سے قبل کا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی رخصت دی۔ جب حضور ﷺ نے رخصت دی تو اس رخصت میں مرد اور عورتیں شامل ہو گئیں۔ بعض علماء نے کہا: عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت اس لیے مکروہ ہے کیونکہ وہ کم صبر والی اور زیادہ جزع فزع کرنے والی ہوتی ہیں۔

عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

میں کہتا ہوں: مردوں کے لیے قبروں پر جانا جائز ہے، یہ متفق علیہ حکم ہے۔ عورتوں کے بارے میں مختلف فیہ ہے۔ جہاں تک نوجوان بچیوں کا تعلق ہے ان کے لیے باہر نکلنا حرام ہے جہاں تک گھروں میں بیٹھ رہنے والی عورتوں یعنی جن کی عمر ڈھل چکی ہو ان کے لیے مباح اور جائز سب کے لیے ہے یہ اس وقت ہوگا جب وہ مردوں سے الگ ہو کر نکلیں اس میں ان شاء اللہ کوئی اختلاف نہیں اس تاویل کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد زوروا القبور عام ہوگا جہاں تک ایسی جگہ یا وقت کا تعلق ہے جس جگہ مردوں اور عورتوں کے جمع ہونے سے فتنہ کا خوف ہو تو پھر حلال اور جائز نہیں۔ اس اثنا میں کہ ایک آدمی نکلتا ہے اس کا مقصود عبرت ہوتا ہے تو اس کی نظر کسی عورت پر جا پڑتی ہے تو وہ فتنہ میں جا پڑتا ہے اور اس کے برعکس بھی صورتحال ہو سکتی ہے کہ مرد اور عورت میں سے ایک گناہ گار ہو گا ماجور نہیں ہو گا۔

دل کے علاج کا نسخہ اور زیارت قبول کے وقت کیا نیت اور ارادہ ہو تو یہ عمل نفع بخش بنتا ہے

مسئلہ نمبر 5۔ علماء نے کہا: جو آدمی اپنے دل کا علاج کرنا چاہتا ہے اور ظلم و قہر کی زنجیروں سے آزاد ہو کر اپنے رب کی طاعت کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے تو اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ لذات کو ختم کرنے والی، جماعتوں کو جدا کرنے والی، بیٹوں اور بیٹیوں کو یتیم کرنے والی کا ذکر کثرت سے کرے جو لوگ موت و حیات کی کشمکش میں ہیں ان کی ملاقات پر مواظبت اختیار کرے اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت میں ہمیشگی اختیار کرے۔ یہ تین امور ہیں جس آدمی کا دل سخت ہو، گناہ اس کو اپنی گرفت میں لے چکا ہو تو اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف اس سے مدد لے اور شیطان اور اس کے دوستوں کے فتنوں کے خلاف ان سے مدد لے اگر موت کا ذکر کثرت سے کرنے سے اس نے فائدہ اٹھا لیا اور اس کے دل کی سختی چھٹ گئی تو یہی اس کا مقصود ہے اگر اس پر دل کا میل بڑھ گیا اور گناہ کے اسباب مستحکم ہو گئے تو موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا لوگوں کے پاس جانا اور مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرنا ان گناہوں کو دور کرنے میں وہاں تک پہنچ سکتا ہے جہاں تک پہلی صورت نہ پہنچ پائی تھی۔ کیونکہ موت کا ذکر دل کے لیے ایک خبر ہے جس کی طرف اس کا ٹھکانہ ہے اور یہ اسے خبردار کرنے کے قائم مقام ہے۔ جو آدمی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے اس کے پاس جانا اور مسلمانوں میں سے جو کوئی مر چکا ہے اس کی قبر کی زیارت کرنا یہ آنکھوں سے مشاہدہ ہے اس وجہ سے دوسری صورت پہلی سے زیادہ موثر ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لیس الخبر کالمعاینۃ خبر آنکھوں دیکھی چیز جیسی نہیں ہوتی۔ اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔ جو لوگ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں ان کے حال سے عبرت حاصل کرنا ہر وقت ممکن نہیں ہوتا جو آدمی اپنے دل کا علاج کرنا چاہتا ہے اس کا علاج بعض اوقات ایک لمحہ میں نہیں ہو پاتا، جہاں تک زیارت قبور کا تعلق ہے تو اس کا وجود یعنی اثر بہت

تیز ہوتا ہے اور ان سے نفع حاصل کرنا زیادہ مناسب اور موزوں ہوتا ہے۔ جو آدمی قبروں کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے مناسب یہ ہے وہ اس کے آداب اپنائے، آتے وقت اس کا دل حاضر ہو اس کے پیش نظر صرف قبر کی زیارت نہ ہو کیونکہ یہ تو صرف اس کی ایسی حالت ہے جس میں حیوان بھی اس کے ساتھ شریک ہیں ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں، بلکہ اس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اپنے فاسد دل کی اصلاح ہونی چاہیے۔ یا میت کو نفع پہنچانے کا ارادہ ہونا چاہیے جو زیارت کرنے والا اس کے پاس قرآن پڑھے گا، دعا کرے گا، قبروں کے اوپر چلنے اور ان پر بیٹھنے سے اجتناب کرے جب قبرستان میں داخل ہو تو وہ انہیں سلام کرے جب وہ اپنے میت کی قبر تک پہنچے جسے وہ پہچانتا ہے تو اسے بھی سلام کرے اور اس کے چہرے کی جانب سے آئے کیونکہ وہ اس کی زیارت میں اس طرح ہے جس طرح وہ زندہ حالت میں اس سے مخاطب تھا اگر زندہ حالت میں اس سے خطاب کرتا تو آداب یہی ہوتے کہ اس کے چہرے کے بالمقابل ہوتا یہاں بھی اسی طرح ہے پھر جو مٹی کے نیچے جا چکا ہے اپنے گھر والوں اور احباب سے الگ ہو چکا ہے اس سے عبرت حاصل کرنے کے بعد کہ اس میت نے چھوٹے بڑے لشکروں کی قیادت کی ہوگی، ساتھیوں اور قبائل سے مقابلہ کیا ہوگا اموال اور ذخائر کو جمع کیا ہوگا تو اسے موت ایسے وقت میں آ پہنچی کہ اسے گمان تک نہ تھا ایسی ہولناکی میں موت آئی جس کا اسے کوئی انتظار نہ تھا تو زیارت کرنے والے کو اس بھائی کی حالت میں غور کرنا چاہیے جو گزر چکا ہے اور ان ساتھیوں میں شامل ہو چکا ہے جنہوں نے امیدوں کو پایا اور اموال کو جمع کیا کہ ان کی آرزوئیں کیسے ختم ہو گئیں، ان کے اموال نے انہیں کوئی نفع نہ دیا، مٹی نے ان کے چہروں کے محاسن کو مٹا دیا اور قبروں میں ان کے اجزاء بکھر گئے، ان کے بعد ان کی بیویاں بیوہ ہو گئیں، ان کی اولادیں یتیم ہو گئیں، دوسروں نے ان کے عمدہ اموال کو تقسیم کر لیا تا کہ اسے ان کا مقاصد میں گھومنا پھرنا، حصول مطالب میں ان کا حرص، اسباب کے حصول میں ان کا دھوکہ اور جوانی اور صحت کی طرف ان کا میلان سب کو یاد کر سکے اور یہ بھی جان سکے کہ اس کا لہو ولعب کی طرف میلان ان کے میلان اور غفلت کی طرح ہے جس کے سامنے خوفناک موت اور تیز ہلاکت ہے یقیناً وہ اس طرف جا رہا ہے جس طرف وہ گئے تھے اسے اپنے دل میں اس آدمی کے ذکر کو یاد کرنا چاہیے جو اپنی اغراض میں متردد تھا کہ اس کے پاؤں کیسے ٹوٹ گئے، وہ اپنے دوستوں کو دیکھ کر لذت حاصل کرتا تھا جب کہ اب اس کی آنکھیں بہہ چکی ہیں، وہ اپنی قوت گویائی کی بلاغت سے حملہ کیا کرتا تھا جب کہ کیڑے اس کی زبان کو کھا گئے ہیں، وہ لوگوں کی موت پر ہنسا کرتا تھا جب کہ مٹی نے اس کے دانتوں کو بوسیدہ کر دیا ہے، وہ یقین کر لے کہ اس کا حال اس کے حال جیسا ہوگا اور اس کا انجام اس کے انجام جیسا ہوگا۔ اس یاد اور عبرت کی وجہ سے اس سے تمام دنیوی غیرتیں زائل ہو جائیں گی اور وہ اخروی اعمال پر متوجہ ہوگا۔ وہ دنیا میں زہد اختیار کرے گا اپنے رب کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوگا اس کا دل نرم ہو جائے گا اور اعضاء میں خشوع واقع ہو جائے گا۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

"ہاں ہاں تم جلد جان لو گے پھر ہاں ہاں تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا"۔

فراء نے کہا: كَلَّا سے مراد یہ ہے معاملہ اس طرح نہیں جس باہم فخر اور کثرت پر تم ہو تم عنقریب اس کا انجام جان لو گے،

یہاں وعید پر وعید ہے؛ یہ مجاہد کا قول ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں کلام میں جو تکرار ہے وہ تاکید اور تغلیظ کے طریقہ پر ہو؛ یہ فراء کا قول ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: قبر میں جو تم پر عذاب آئے گا اس کو تم جان لو گے پھر آخرت میں تم پر جو عذاب آئے گا اس کو تم جان لو گے۔ پہلی کلام قبر کے عذاب کے بارے میں ہے اور دوسری کلام آخرت کے عذاب کے بارے میں ہے۔ تو یہ تکرار دو حالتوں کے بارے میں ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ یہ آنکھ سے دیکھنے کے بارے میں ہے کہ جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی وہ حق ہے ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے وقت ہوگا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ سچ ہے۔ زر بن حبیش نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عذاب قبر میں شک کرتے تھے یہاں تک کہ یہ سورت نازل ہوئی (1)، تو اللہ تعالیٰ کے فرمان: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے مراد ہے تم قبروں میں دیکھ لو گے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے مراد ہے جب موت تم پر واقع ہوگی اور فرشتے تمہاری روحیں نکالنے کے لیے تمہارے پاس آئیں گے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ جب تم قبروں میں داخل ہو گے اور تمہارے پاس منکر نکیر آئیں گے۔ سوال کی ہولناکی تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گی اور جواب تم سے ختم ہو جائے گا۔

میں کہتا ہوں: یہ سورت عذاب قبر کے بارے میں قول کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے، ہم نے اپنی کتاب ''التذکرہ'' میں ذکر کیا ہے کہ اس پر ایمان واجب ہے، اس کی تصدیق لازم ہے جیسے نبی صادق و امین نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبر میں مکلف بندے کی طرف زندگی لوٹا کر زندہ کر دیتا ہے، عقل کی جس صفت پر اس نے زندگی بسر کی تھی اتنا عقل اسے عطا فرماتا ہے تاکہ جو اس سے سوال کیا جا رہا ہے اس کی اسے سمجھ ہو، اس کا وہ جواب دے سکے، اس کے رب کی جانب سے جو اسے چیز مل رہی ہے اس کا ادراک کر سکے اور قبر میں اس کے لیے جو کرامت اور ذلت مقدر کی گئی ہے اس کو جان سکے؛ یہ اہل سنت کا مذہب ہے جس پر اہل اسلام کی جماعت قائم ہے ہم نے ''التذکرہ'' میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ دوبارہ اٹھانے کا وقت ہوگا کہ تم جان لو گے کہ جو تمہیں کہا جاتا تھا کہ تم کو اٹھایا جائے گا ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ قیامت میں ہوگا کہ تم جان لو گے کہ تمہیں جو کچھ کہا جاتا تھا کہ تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ یہ سورت قیامت کے احوال یعنی دوبارہ اٹھانا، میدان محشر میں جمع کرنا، سوال کرنا، پیشی ہونا وغیرہ دوسرے احوال اور نزاع سب کو شامل ہے جس طرح ہم نے کتاب ''التذکرہ'' میں مردوں کے احوال اور آخرت کے امور پر گفتگو کی ہے۔ ضحاک نے کہا: کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کا مصداق کفار ہیں ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کا مصداق مومن ہیں، اس طرح وہ اسے پڑھا کرتے تھے پہلی آیت تاء کے ساتھ اور دوسری آیت یاء کے ساتھ۔

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝

''ہاں ہاں اگر تم (اس انجام کو) یقینی طور سے جانتے (تو ایسا ہرگز نہ کرتے)''۔

کَلَّا کے لفظ کو مکرر ذکر کیا یہ زجر اور تنبیہ ہے کیونکہ ہر ایک کے بعد ایک اور چیز کا ذکر کیا گویا فرمایا: تم ایسا نہ کرو بے شک تم شرمندہ ہو گے، تم ایسا نہ کرو بے شک تم عقاب کے مستحق ہو گے۔ علم کی یقین کی طرف جو نسبت ہے وہ اس طرح ہے جس طرح

1۔ جامع ترمذی، باب و من سورۃ الھاکم التکاثر، حدیث نمبر 3278، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فرمایا: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ (الواقعہ) ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہاں یقین کا معنی موت ہے؛ یہ قتادہ کا قول ہے۔ ان سے
یہ بھی مروی ہے: اس سے مراد دوبارہ اٹھانا ہے کیونکہ جب وہ متحقق ہو جائے گا تو شک زائل ہو جائے گا۔ یعنی اگر دوبارہ اٹھائے
جانے کو جان لیتے۔ لو کا جواب محذوف ہے یعنی اگر تم آج بعث کو جان لیتے جسے تم اس وقت جانو گے جب صور پھونکا جائے گا اور
تمہارے جسموں سے لحدیں شق ہو جائیں گی تو تمہارا حشر کیسا ہوگا؟ تو یہ چیز دنیا میں کثرت پر فخر کرنے سے تمہیں غافل کر دے
گی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے صحائف اڑیں گے تو تم یقینی طور پر جان لو گے کہ کون شقی ہے اور کون سعید ہے؟۔
ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ان تینوں مواقع پر کَلَّا، الا کے معنی میں ہے؛ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ فراء نے کہا: یہ حقا کے
معنی میں ہے۔ اس بارے میں گفتگو مفصل گزر چکی ہے۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝

"تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو پھر آخرت میں تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے"۔

یہ ایک اور وعید ہے۔ یہ کلام اس بنا پر ہے کہ قسم محذوف ہے یعنی تم آخرت میں ضرور دیکھو گے۔ یہ خطاب ان کفار کو ہے جن کے لیے جہنم لازم ہو چکی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ حکم عام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (سورۂ مریم: 71) یہ کفار کے لیے گھر ہے اور مومن کے لیے گزرگاہ ہے۔ صحیح میں ہے: "ان میں سے پہلا بجلی کی سی تیزی سے پھر ہوا کی سی تیزی سے پھر پرندے کی سی تیزی سے گزرے گا" (1)۔ سورۂ مریم میں یہ بحث گزر چکی ہے۔ کسائی اور ابن عامر نے اسے لَتُرَوُنَّ پڑھا ہے یہ أریته الشیٔ سے مشتق ہے یعنی تمہیں اس کی طرف اٹھایا جائے گا اور تمہیں وہ دکھائی جائے گی تاء کے فتحہ کے ساتھ یہ عام قراء کی قراءت ہے۔ یعنی تم دور ہونے کے باوجود اپنی آنکھوں سے جہنم کو دیکھو گے پھر تم اپنی آنکھ سے مشاہدہ کرو گے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کی خبر ہے یعنی یہ دائمی اور متصل روایت ہے اس بنا پر خطاب کفار کے لیے ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ کا معنی ہے تم دنیا میں آج اس امر کو علم یقین سے جان لیتے جو آگے ہونے والا ہے جس کی تمہارے سامنے صفت بیان کی گئی ہے کہ تم ضرور اپنے دل کی آنکھوں سے اسے دیکھو گے، کیونکہ علم یقین تجھے جہنم کو تیرے دل کی آنکھوں سے دکھائے گا وہ یہ ہے تیرے لیے قیامت کے مراحل اور اس کی قطع مسافت تیرے لیے عیاں ہوگی۔ پھر معاینہ کے وقت سر کی آنکھوں سے دیکھے گا تو تو اسے یقیناً دیکھ لے گا وہ تیری آنکھ سے غائب نہیں ہوگی پھر سوال اور پیشی کے وقت تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

"پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں"۔

امام مسلم نے اپنی صحیح (2) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما موجود ہیں پوچھا: "تمہیں اس وقت کس چیز نے گھروں

1۔ صحیح بخاری، باب وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ، جلد 2، صفحہ 1107
2۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، جلد 2، صفحہ 177-176

سے نکالا؟'' دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھوک نے۔ فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی اس چیز نے گھر سے نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے دونوں اٹھو، دونوں آپ ﷺ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے گھر آئے تو وہ گھر پر نہیں تھا جب اس کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اس نے خوش آمدید کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''فلاں کہاں ہے؟'' اس نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہوا ہے، اسی اثنا میں وہ انصاری بھی پہنچ جاتا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں صحابہ کو دیکھا پھر گویا ہوا: الحمدللہ آج مجھ سے بڑھ کر کوئی عزت والے مہمانوں والا نہیں۔ وہ گیا تو کھجور کا ایک خوشہ ان کے پاس لے آیا۔ عرض کی: اسے کھاؤ اور چھری لی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دودھ دینے والے جانور کو ذبح نہ کرنا''۔ اس انصاری نے جانور ذبح کیا تو انہوں نے اس بکری اور اس خوشے سے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ جب یہ حضرات خوب سیر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم سے اس دن کی نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا، تمہیں تمہارے گھروں سے بھوک نے نکالا پھر تم نہ لوٹے یہاں تک کہ تمہیں اس نعمت نے آلیا''۔

اسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: هذا والذی نفسی بیده من النعیم الذی تسألون عنه یوم القیامة ظلّ بارد و رطبٌ طیبٌ وماء باردٌ (1) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے روز تم سے پوچھا جائے گا۔ ٹھنڈا سایہ، عمدہ تر کھجوریں اور ٹھنڈا پانی اور اس انصاری کی کنیت ذکر کی اور کہا: ابو ہیثم بن تیہان اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس انصاری کا نام مالک بن تیہان تھا اس کی کنیت ابو ہیثم تھی اس واقعہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن رواحہ اشعار کہتے ہیں اور ابو ہیثم بن تیہان کی مدح کرتے ہیں:

فَلَمْ أَرَ کالاسلام عِزا لِأُمَّةٍ ۔۔۔ ولا مِثْلَ أضیافِ الإراشی مَعْشَرَا

میں نے کسی قوم کے لیے اسلام جیسی کوئی عزت نہیں دیکھی اور نہ میں نے اراشی کے مہمانوں جیسی کوئی جماعت دیکھی ہے۔

نبیّ و صِدِّیقٌ و فاروق أُمَّةٍ ۔۔۔ وخیر بنی حوّاء فرعا و عُنْصُرا

نبی، صدیق اور امت کا فاروق، بنی حواء میں سے عنصر کے اعتبار سے سب سے بہتر۔

فوافَوا لِمیقاتٍ وقَدْرِ قَضیةٍ ۔۔۔ وکان قضاء الله قَدْرا مُقَدَّرَا

انہوں نے وعدہ و پیمان کا حق ادا کیا۔ اللہ کا فیصلہ ہو کر رہنے والا ہے۔

إلی رجلٍ نَجْدٍ یُباری بِجودِهِ ۔۔۔ شُموسَ الضُّحیٰ جودا و مجدا و مَفخَرَا

نجد کے ایک معزز آدمی کی طرف جو اپنی سخاوت، بزرگی اور فخر میں چاشت کے سورجوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

وفارِسِ خلق الله فی کل غارةٍ ۔۔۔ إذا لبِس القومُ الحدیدَ المُسَمَّرَا

1۔ جامع ترمذی، کتاب الزہد، ما جاء فی معیشة أصحاب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 512

یہ غزوہ میں اللہ کی مخلوق کا شاہسوار ہے جب قوم گندگوں نیزے زیب تن کر لیں۔

فَلَمْ يَقْرِهِمْ إِلَّا سَمِينًا مُتَمَرًا   فَفَدَى وَ حَيًا ثم أَدْنَى قِرَاهُمُ

اس نے جانور ذبح کیا اسے تیار کیا پھر ضیافت ان کی خدمت میں پیش کی اس نے ان کی خدمت میں کھانا پیش نہیں کیا مگر موٹے موٹے ٹکڑے۔

ابو نعیم حافظ نے ابوعسیب سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نکلا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ہاں تشریف لے گئے انہیں بلایا تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمر کے ہاں تشریف لے گئے انہیں بلایا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باغ کے مالک سے فرمایا: ''ہمیں بسر (کھجور) کھلاؤ'' وہ ایک خوشہ لے آیا اور اسے رکھ دیا سب نے کھایا پھر آپ نے پانی طلب کیا اور اسے پیا۔ پھر فرمایا: ''تم سے قیامت کے روز اس بارے میں پوچھا جائے گا'' کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ لیا اسے زمین پر مارا یہاں تک کہ وہ بسر کھجوریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بکھر گئیں عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے قیامت کے روز اس کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ فرمایا: ''ہاں مگر تین۔ وہ ٹکڑا جس کے ساتھ وہ اپنی بھوک مٹاتا ہے یا کپڑا جس کے ساتھ اپنی شرمگاہ ڈھانپتا ہے یا ایسی بل (گھر) جس میں وہ سردی اور گرمی میں پناہ لیتا ہے''۔

وہ نعمت جس کے بارے میں سوال ہو گا علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے اس کے بارے میں دس قول ہیں:

(۱) امن و صحت؛ یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے (1) (۲) صحت و فراغت؛ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے۔ بخاری شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے: نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ دو ایسی نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں صحت اور فراغت (۳) قوت سماعت اور قوت بصارت کے حواس کے ساتھ ادراک (2)؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (اسراء) کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

صحیح میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید سے مروی ہے دونوں نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے روز ایک بندے کو لایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا: کیا میں نے تجھے کان، آنکھ، مال اور اولاد نہیں دی تھی؟

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اس بارے میں کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۴) کھانے اور پینے والی چیزیں جن سے لذت حاصل کی جاتی ہے (3)؛ یہ حضرت جابر بن عبد اللہ کا قول ہے اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے۔

(۵) اس سے مراد دوپہر اور شام کا کھانا ہے (4)؛ یہ حضرت حسن بصری کا قول ہے۔

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 314 2۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 332 3۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 315 4۔ ایضاً

(۶) یہ مکحول شامی کا قول ہے، اس سے مراد پیٹ بھر کر کھانا، ٹھنڈا پانی، گھروں کے سائے، اچھا اخلاق اور نیند کی لذت ہے۔
زید بن اسلم نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس سے مراد پیٹ بھر کر کھانا ہے'' (1)۔ ماوردی نے کہا: یہ سوال کافر اور مومن کو عام ہے مگر مومن کا سوال یہ بشارت ہے کہ اس کے لیے دنیا اور آخرت کی نعمتیں جمع کر دی گئی ہیں اور کافر سے سوال سے اس امر کے ساتھ جھنجوڑنا ہے کہ اس نے دنیا کی نعمتوں کے مقابل کفر اور معصیت کو اپنایا۔ ایک قوم کا خیال ہے: یہ سوال ہر نعمت کے بارے میں ہوگا اور کفار کے حق میں ہوگا۔ روایت بیان کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بتائیے وہ کھانا جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو ہیثم بن تیہان کے گھر میں کھایا تھا جو کی روٹی، گوشت، آدھ پکی کھجور اور میٹھے پانی پر مشتمل تھا کیا اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متعلق خوف کھاتے ہیں کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے متعلق ہم سے باز پرس ہوگی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ کفار کے لیے ہے'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی هَلْ نُجْزِيٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ (سبا) یہ قشیری ابو نصر نے ذکر کیا ہے دونوں روایات میں تطبیق یوں ہے کہ ہر کسی سے سوال کیا جائے گا تاہم کفار سے سوال انہیں شرمندہ کرنا ہے کیونکہ اس نے شکر کو ترک کیا اور مومن سے سوال اسے عزت بخشنا ہے کیونکہ وہ شکر بجالایا تھا یہ ہر نعمت کے بارے میں ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ بہت اچھا قول ہے کیونکہ لفظ عام ہے؛ فریابی نے یہ ذکر کیا۔ ورقاء، ابن ابی نجیح سے وہ مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں یعنی ہر وہ چیز جو لذت دنیا سے تعلق رکھتی ہو۔ ابو احوص، عبد اللہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے پر اپنی نعمتوں کو شمار کرے گا یہاں تک کہ اس پر یہ بھی شمار کرے گا تو نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں تیرا فلاں عورت سے نکاح کر دوں اللہ تعالیٰ اس عورت کا نام ذکر کرے گا تو میں نے تیری اس سے شادی کر دی'' (☆)۔

ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم سے کس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا ہمیں تو پانی اور کھجور میسر ہے، دشمن سامنے حاضر ہے اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ فرمایا: ''ایسا ضرور ہوگا'' (2)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ أَوَّلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّهٗ يُقَالُ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ وَنُرْوِيْكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (☆) قیامت کے روز سب سے پہلے انسان سے جس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا وہ یہ ہوگا: کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت مند نہیں رکھا تھا اور تجھے ٹھنڈا پانی نہیں پلایا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث، کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو بلائے گا اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا اس سے اس جاہ و حشمت کے بارے میں سوال

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 332 2۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 172-171۔ ایضاً، حدیث 3280-3279، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

☆ شعب بیہقی حدیث نمبر 4610-4611

☆ جامع ترمذی، باب و من سورۃ الھاکم التکاثر، حدیث نمبر 3281، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

کرے گا جس طرح اس سے اس کے مال کے بارے میں سوال کرے گا"۔ جاہ و حشمت یقیناً دنیاوی نعمتوں میں سے ایک ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس نعمت سے مراد بدن کی صحت اور عمدہ طبیعت ہے۔ یہ ساتواں قول ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ امن و عافیت کے ساتھ نیند ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: جو چیز بھوک مٹائے اور ستر عورت کا اہتمام کرے جب کہ وہ کھانا ایسا ہو جو حلق سے مشکل سے اترے اور لباس کھردرا ہو قیامت کے روز اس کے بارے میں باز پرس نہ ہو گی بلکہ اس سے ایسی چیزوں کے بارے میں باز پرس ہو گی جو لذت کا باعث ہوں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں سکونت عطا کی اور فرمایا: تیرے لیے یہاں یہ انعام ہے کہ تجھے نہ بھوک لگے اور نہ ہی تو بے پردہ ہو گا تو اس میں پیاسا نہ ہو گا اور نہ تجھے گرمی لگے گی (سورہ طہٰ: 119-118) یہ چار چیزیں ہیں (۱) جس کے ساتھ بھوک مٹائی جاتی ہے (۲) جس کے ساتھ پیاس ختم کی جاتی ہے (۳) جس کی مدد سے گرمی سے بچا جاتا ہے اور جس کے ساتھ پردہ کیا جاتا ہے۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے مطلق تھیں ان کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے کوئی حساب و کتاب نہ تھا کیونکہ اس کے بغیر آپ کے لیے کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

میں کہتا ہوں: اس کی مثل قشیری ابونصر نے ذکر کیا انہوں نے کہا: بندے سے ایسے لباس کے بارے میں باز پرس نہ ہو گی جس کے ساتھ وہ اپنی شرمگاہ چھپاتا ہے، ایسا کھانا جس کے ساتھ وہ اپنی کمر سیدھی کرتا ہے، ایسا مکان جو اسے سردی اور گرمی سے بچاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے ماخوذ ہے لیس لابن آدم حق فی سوی هذه الخصال بیتٌ یسکنُهُ و ثوبٌ یُوارِی عورته وجلف الخبزِ والماء (1) ابن آدم کا ان چیزوں کے علاوہ میں کوئی حق نہیں ایسا گھر جس میں وہ رہتا ہے، ایسا کپڑا جو اس کی شرمگاہ کو ڈھانپتا ہے، خشک روٹی کا ٹکڑا اور پانی۔ اسے ترمذی نے نقل کیا ہے۔ نضر بن شمیل نے کہا: خشک روٹی کا ٹکڑا جس کے ساتھ سالن نہ ہو۔ محمد بن کعب نے کہا: نعیم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ہم پر انعام فرمایا ہے (2) قرآن حکیم میں ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران: 164) تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا۔

حضرت حسن بصری اور مفضل نے کہا: اس سے مراد ہے شرعی احکام میں نرمی اور قرآن حکیم کو آسان بنا دینا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج: 78) اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (القمر) اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

میں کہتا ہوں: یہ سب نعمتیں ہیں بندے سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا کیا اس نے شکر کیا یا ناشکری کی، پہلے اقوال ظاہر و باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

1۔ جامع ترمذی، ما جاء فی الزهد فی الدنیا، جلد 2، صفحہ 509۔ ایضاً، حدیث نمبر 2263، ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 315